# فہرست نیوز ایجنٹس

۱۔ جناب سید ثناء اللہ شاہ بخاری، بک سنٹر اینڈ جدید فوٹو سٹیٹ، چوک فوارہ، اٹک شہر

۲۔ جناب ممتاز علی قریشی، معرفت ڈاکٹر ذاکر حسین، مسجد گول چوک، اوکاڑہ

۳۔ جناب طارق محمود خان، مکان ۱۵۴، گلی ۶۷، سیکٹر ۲/۴ ایف، اسلام آباد۔ فون: 817793

۴۔ جناب ریاض الحسن، مکان ۷/۴ نزد سابقہ مشن سکول محلہ ملکھیاں، بہاولپور

۵۔ جناب وحید الدین، سابق انسپکٹر محالیات، مدینہ مارکیٹ نزد سبزی منڈی، بھکر

۶۔ جناب محمد مہدی خان گوندل، ٹیکنیکل آفیسر پنسلین فیکٹری، سکندر آباد، میانوالی

۷۔ جناب سلیم افضل، افضل نیوز ایجنسی، چوک یادگار، پشاور فون: 212515

۸۔ جناب ماسٹر عبدالواحد، امیر جماعت اسلامی وارڈ ۱۳، گلی ۳۔ پرانی منڈی، چونی، قصور

۹۔ جناب مفتی احمد انصاف، مفتی کلاتھ ہاؤس، صدر بازار، ٹوبہ ٹیک سنگھ

۱۰۔ جناب چوہدری راج ولی، محلہ اسلامیہ ہائی سکول، جہلم شہر

۱۱۔ جناب احمد شاہ ہاشمی، معرفت جامعہ معارف اسلامی، یوسف شاہ روڈ، جھنگ صدر

۱۲۔ چوہدری عبدالرحیم، ناظم شکیل بوٹ ہاؤس، مین بازار، چیچہ وطنی، ساہیوال

۱۳۔ جناب اصغر شوکت علی، مکتبہ تحریک اسلامی، احمد مارکیٹ، یونٹ ۸ لطیف آباد حیدر آباد

۱۴۔ جناب ناظم دفتر تحریک اسلامی نزد جوہر پریس، جوہر آباد، خوشاب

۱۵۔ جناب ناظم دفتر جماعت اسلامی، بلاک ۱۲، قائداعظم روڈ، ڈیرہ غازی خان

۱۶۔ جناب حکیم عبدالرحمن، راجن پور

۱۷۔ جناب پروفیسر چوہدری عطاء اللہ، دفتر جماعت اسلامی، پل مریڑ حسن الاکرام بلڈنگ، مری روڈ، راولپنڈی

۱۸۔ جناب رضا محمد، زمزم ہوٹل، مولوی محمد حسین روڈ، صدر بازار، راولپنڈی

۱۹۔ جناب ملک غلام علی، دفتر جماعت اسلامی، چوک سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

۲۰۔ جناب نسیم اشرف خان، مکتبہ تعمیر انسانیت نزد کرن بیکرز، فیض محمد روڈ، سکھر

۲۱۔ جناب چوہدری محمد یعقوب، معرفت قاضی ٹینٹ سروس، رنگ بازار، سیالکوٹ

۲۲- جناب محمد رمضان سفری، معرفت دفتر جماعت اسلامی ضلعی چنیوٹ بازار، فیصل آباد

۲۳- جناب شیخ محمد اسحاق، مکتبہ افکار اسلامی، عمر مارکیٹ، کچہری بازار، فیصل آباد

۲۴- جناب حاجی محمد اقبال، امیزان جنرل سٹور، مین بازار، فورٹ عباس، بہاولنگر

۲۵- جناب مختار احمد، متفق تحریک اسلامی، بیرون کورٹ پیراں، رت چھنہ، قصور

۲۶- میسرز بک ڈسٹری بیوٹرز، ۱۵۲- بی خداداد کالونی، کراچی فون: 7787137

۲۷- جناب محمد عثمان ڈار، بغداد کالونی ۳- پھلرواں روڈ، گجرات شہر

۲۸- جناب عبدالحفیظ طاہر، دفتر جماعت اسلامی - ۹۸ - ای - سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ

۲۹- میسرز آصف نیوز ایجنسی، اخبار مارکیٹ، ہسپتال روڈ، لاہور - فون: 7358249

۳۰- جناب اخونزادہ عبدالمتین، معرفت تعمیر نو پبلک سکول، ژوب روڈ، لورالائی، بلوچستان

۳۱- جناب حبیب الرحمن، پٹیالہ کتاب گھر، مظفر گڑھ

۳۲- جناب عبدالرزاق ہارڈویئر مرچنٹ، مین بازار، چوک فتح محمد، میانوالی

۳۳- میسرز ضیاء بکڈپو، نیو روڈ، گرین چوک، منگورہ (سوات)

۳۴- پاسبان خبر مرکز ضلعی دفتر جماعت اسلامی، سرور روڈ، ملتان، فون: 30273

۳۵- جناب محمد علی شیخ، الشیخ سوئیٹس، کچہری بازار، نواب شاہ، سندھ

۳۶- جناب محمد اکرام بٹ، اسلامی نیوز ایجنسی، وہاڑی

محترم مینجر صاحب　　　　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں ترجمان القرآن کا سالانہ خریدار بننا چاہتا ہوں - براہ کرم مجھے -/120 کے زرسالانہ کا وی پی بھیج دیں
میں آپ کو زرسالانہ بذریعہ منی آرڈر / ڈرافٹ ارسال کر رہا ہوں -

نام: ..............................................................

پتہ: ..............................................................

..............................................................

قیدی کو علی الاطلاق "اسیر" نہیں کہا جاتا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: "آیت سے یہ بات نکلتی ہے کہ قیدی کو کھانا کھلانا اللہ سے تقرب کا ذریعہ ہے۔ آیت کے الفاظ سے بظاہر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشرک قیدیوں پر ہر طرح کے اموال صدقات صرف کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن (جیسا کہ پہلے گزر چکا) ہمارے اصحاب کی رائے یہ ہے کہ اس سے وہ صدقات مستثنیٰ ہیں جن کے وصول کرنے کا حق حاکم کو ہے"۔ (جصاص، ج ۳، ص ۵۷۹)

جنگ بدر میں مشرکین کے ۷۰ آدمی مارے گئے اور ۷۰ ہی قیدی بنائے گئے (بخاری، کتاب المغازی)۔ رسول اللہ ؐ نے قیدیوں کو صحابہ کرام ؓ کے درمیان تقسیم کر دیا، اور نصیحت فرمائی کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ اس پر عمل جس طرح ہوا اس کا ذاتی تجربہ حضرت مصعب بن عمیر ؓ کے بھائی ابو عزیز بن عمیر کی زبانی سنیے۔

وہ اس جنگ میں نضر بن حارث کے بعد مشرکین کے علم بردار تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہ بعض انصار کے حوالے کیے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کا ان پر یہ اثر تھا کہ صبح و شام کھانے کے وقت مجھے روٹی کھلاتے اور خود کھجور کھا کر رہ جاتے۔ ان میں سے کسی کو روٹی کا ایک ٹکڑا بھی ملتا تو مجھے دے دیتا۔ اسے ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ اس سے مجھے شرم سی محسوس ہوتی تھی (ابن ہشام، سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۲۸۸)۔

یہ جنگ بدر کے قیدیوں کا ذکر ہے۔ دیگر قیدیوں کے ساتھ بھی یہی مہذب اور شریفانہ رویہ اختیار کیا گیا۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی لایا جاتا، تو آپ ؐ اسے کسی مسلمان کے حوالے کر دیتے اور فرماتے کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ یہ قیدی اس کے پاس دو تین دن رہتا اور وہ (مسلمان) اس کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتا تھا" (زمخشری: الکشاف، ج ۴، ص ۱۹۷)۔

جنگ بدر کے قیدیوں ہی کے سلسلے کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر ؓ نے رسول اللہ ؐ سے عرض کیا کہ اجازت ہو تو میں سہیل بن عمرو کے اگلے دانت توڑ دوں تاکہ اس کی زبان باہر نکل آئے، اور وہ پھر کبھی آپ ؐ کے خلاف اپنی خطابت کا مظاہرہ نہ کر سکے۔ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں (اس طرح کی) سزا دوں تو اللہ مجھے بھی ایسی سزا دے سکتا ہے گو کہ میں نبی ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے ممکن ہے کہ کل وہ کسی ایسی حیثیت میں ہو جو تمہارے لیے ناگوار نہ ہو [یعنی مسلمان ہو] (ابن ہشام، ج ۲، ص ۲۹۳)۔

اس میں شک نہیں کہ موجودہ دور میں ملکی قیدیوں اور قید خانوں کے متعلق قوانین میں اصلاحات

ہوئی ہیں' جنگی قیدیوں کے بارے میں بھی بعض بنیادی اصول تسلیم کیے جاتے ہیں۔ لیکن ان اصلاحات اور قوانین کا تعلق ریاست سے ہے' عوام ان سے غیر متعلق رہتے ہیں اور انھیں ان سے دلچسپی نہیں پیدا ہوتی۔ اسلام نے ریاست کے ساتھ اس کے ایک ایک فرد میں قیدیوں سے ہمدردی کے جذبات پیدا کیے۔ اس کے نتیجے میں تاریخ نے یہ کارنامہ دیکھا کہ جو قوم اسلام کے ماننے والوں سے برسرپیکار تھی' اور جو انھیں ختم کرنے اور مٹانے کے درپے تھے' اس کے افراد جب میدان جنگ سے گرفتار ہو کر آئے' تو انھوں نے خود تکلیف اٹھا کر ان قیدیوں کو راحت پہنچائی' خود بھوکے رہے یا روکھا سوکھا کھایا اور انھیں اچھا کھلایا پلایا' ان کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھا۔ ان کی یہ ساری خدمت بے لوث اور بے غرض تھی۔ وہ نام و نمود نہیں چاہتے تھے' انھیں کسی صلہ کی تمنا نہ تھی' ان کے سامنے صرف اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی تھی' وہ جو کچھ کرتے تھے' اسی کے لیے کرتے تھے۔

اس طرح اسلام نے بتایا کہ غیر ملکی اور دشمنوں کی صف سے گرفتار ہونے والے جنگی قیدی بھی بہتر سلوک کے مستحق ہیں۔ ان کے ساتھ غیر انسانی رویہ اختیار کرنا اور انھیں اذیت پہنچانا ناروا ہے۔ وہ گو دشمن ہیں' لیکن انسان ہیں۔ جب وہ اپنے حقوق حاصل کرنے میں آزاد نہیں ہیں تو ان کے انسانی حقوق کا احترام ہمارا فرض ہے۔ ریاست کو یہ حق بھی ہے کہ اگر اس کے مفادات کو نقصان پہنچنے کا خطرہ نہ ہو تو فدیہ لے کر' یا بغیر فدیے کے انھیں آزاد کر دے۔ یہ سب باتیں اسلام کے قوانین جنگ کا ایک حصہ ہیں۔ ان سے دنیا نے جنگ و صلح کے بین الاقوامی اصول و آداب سیکھے اور بہت سی اصلاحات کیں۔ یہاں تو دشمن کے قیدیوں کے ساتھ اس حسن سلوک کا ذکر ہوا ہے جس کی اسلام نے تعلیم دی اور جس کا عملی نمونہ اس کے ماننے والوں نے پیش کیا۔

بعض لوگوں نے سورہ دہر کی آیت کا تعلق مسلمان قیدیوں سے بھی جوڑا ہے۔ ظاہر ہے دشمن اور غیر ملکی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا جو نمونہ پیش کیا گیا ہے' مسلمان قیدیوں کے سلسلے میں اس سے بہتر رویے ہی کی توقع کی جا سکتی ہے۔ قتادہ کہتے ہیں: "اس وقت ان کے قیدی مشرک تھے (اور ان کے ساتھ یہ حسن سلوک رہا)' تمھارا بھائی جو مسلم ہے وہ تو اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اسے کھلاؤ پلاؤ اور اس کی ضروریات کا خیال رکھو" (الکشاف' ج ۴' ص ۱۹۷)۔

# مسجد قبلتین

پروفیسر عبدالرحمن عبد

(ایک اہم مقام نبی ؐ اور واقعہ تحویل کے حوالے سے ممکنہ یہود و مسلم آویزش پر دعوت فکر)

## دو قبلوں کا سنگم

مدینہ منورہ میں 'مسجد نبوی ؐ' سے قریباً تین چار کلو میٹر شمال مغرب کی جانب 'اہم وادی عقیق میں واقع مسجد قبلتین کے قریب پہنچے' تو ڈرائیور نے ٹیکسی کی رفتار کم کر دی' اور اسے دائیں جانب ایک طرف کر کے روک دیا۔ ہم سب دوست اترے' اور اندر جانے سے پہلے چند لمحوں کے لیے رک کر اس مقام محمدی ؐ کا بابرکت نظارہ کرنے لگے جہاں حال ہی میں سعودی حکومت نے ایک مثلث نما قطعہ ارضی پر قدیم و سادہ مسجد کی جگہ جدید' عمدہ اور کشادہ مسجد تعمیر کی ہے۔ پہلی نظر میں ہم نے اس کے دو میناروں کے ساتھ دو گنبد دیکھے' تو حافظ امیر علی صاحب نے توجہ دلائی:

"ان گنبدوں اور میناروں کی تعداد کے دو ہونے کی وجہ ظاہر و باہر ہے کہ یہ مقام امت مسلمہ کے دو قبلوں کا سنگم ہے۔ اس مقام کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ عین اس جگہ ایک خاص حکم ایزدی نازل ہوا تھا کہ اے اہل ایمان تم نماز کے لیے دن میں پانچ مرتبہ' پہلے قبلہ بیت المقدس کی بجائے اپنا رخ اب ابدی قبلہ بیت اللہ شریف کی طرف کرنا۔ اس فرمان الٰہی کی بنا پر یہ جگہ ایک عام سی مسجد نہیں رہتی ہے۔ یہ مقام امت مسلمہ اور حضور رسالتمآب ؐ کے لیے گویا اولین "قبلہ نما" ہے' جہاں سے امت مسلمہ کی گاڑی ایک نئے اور ابدی قبلہ کی شاہراہ پر مڑ گئی۔ اس لیے یہ زیارت گاہ اہل عزم و ہمت اور اہل قلب و سلوک ہے' اور زیارت گاہ جذب و جنون ہے"۔

میں نے حیات النبی ؐ کے اس اہم اور پائندہ نشان کو دائیں سے بائیں غور سے دیکھا' اور آنکھوں کے راستے اسے دل کے دامن میں سمیٹنے کی کوشش کی۔ اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے جو منظر تھا' اسے ڈاکٹر خالد عباس نے ہماری رہنمائی کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ انھوں نے پیار سے طبع کی ہوئی

کتاب مدینہ النبی کل اور آج کو ہدیہ عقیدت بنا دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "سڑک کے ساتھ والی جانب ۸۳ میٹر لمبی ہے، جنوبی سمت ۹۵ میٹر، اور غربی سمت ۸۲ میٹر ہے۔ سڑک کی سطح قدرتی طور پر بلند ہے، اس لیے مسجد کا صحن اس کی زمینی منزل کی چھت پر بنایا گیا ہے۔ زمینی منزل پر خوش وضع اور دیدہ زیب ۸۰ وضو خانے ہیں۔ سامنے باغیچے میں کھجور کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ سڑک کی جانب سے سیڑھیاں اور ڈھلوان نما راستے مسجد کے تمام اطراف سے نیچے اترتے ہیں۔ صحن کا رقبہ ۱۱۶۰ مربع میٹر ہے، اور اس میں دو ہزار افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ پہلی منزل پر گیلری کا رقبہ ۴۰۰ میٹر ہے، جو خواتین کے نماز پڑھنے کے لیے ہے۔ مسجد کی جدید کشادہ اور خوبصورت عمارت سے ملحق، امام صاحب، موذن اور چوکیدار کی رہائش گاہیں بھی بنائی گئی ہیں"۔

خالد عباس خوش نصیب پاکستانی ہیں کہ وہ بن لادن کمپنی میں معالج ہیں۔ اس کمپنی کو حرمین شریفین کی توسیع و تعمیر کا عظیم اعزاز حاصل ہے۔ ڈاکٹر خالد صاحب نے مسجد قبلتین کے میناروں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: "مینار بہت خوبصورت ہیں۔ روشنی میں ڈھلے ہوئے مینار ایسے لگتے ہیں جیسے ماہ و انجم کی روشنی کا منبع بھی یہی مینار ہوں۔ تقدیس الٰہی میں مصروف یہ بلند و بالا روشن مینار دیکھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے، اور دل بے اختیار سبحان اللہ پکار اٹھتا ہے۔ مسجد کے اندر اور باہر روشنی کا انتظام ایک جامع منصوبے کے تحت کیا گیا ہے۔ روشنیاں متوازی شکل میں تقسیم کی گئی ہیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ روشنی ایک خاص توازن اور یکسانیت کے ساتھ ہر سمت پھیلی ہوئی ہو۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ کسی ایک طرف کی روشنی مدھم ہو جائے"۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے نظر نواز کتاب میں مسجد قبلتین کی جدید توسیع کی تفصیلات دی ہیں جس سے اس مقام نبوی کی حالیہ کیفیت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "تاریخ میں سب سے زیادہ توسیع خادم الحرمین شریفین ملک فہد بن عبدالعزیز کے دور میں ہوئی ہے۔ روشنی سے باوضو نور بکھیرتی ہوئی یہ مسجد، خصوصاً رات کے وقت وہ سماں پیدا کرتی ہے کہ آنکھیں ہی نہیں، روح تک بھی منور ہو جاتی ہے۔ توسیع کے بعد مسجد کا مجموعی رقبہ ۳۹۲۰ مربع میٹر ہو گیا ہے، جبکہ پرانی مسجد کا رقبہ ۴۲۵ مربع میٹر تھا"۔

بن لادن کمپنی نے اس عظیم الشان منصوبے کو تندہی، جانفشانی اور مہارت سے مکمل کیا ہے۔ مسجد کی تعمیری منصوبہ بندی کے لیے اسلامی فن تعمیر اور عصر حاضر کے عظیم آرکیٹکٹ، انجینئر ڈاکٹر عبدالواحد الوکیل کی خدمات حاصل کی گئیں۔ مسجد کی تعمیر میں مٹی کی پکی ہوئی مختلف سائز کی سوراخ دار سرخ اینٹیں استعمال کی گئی ہیں۔ ان اینٹوں کی مجموعی تعداد ۲۱ لاکھ سے زیادہ ہے اور انھیں مدینہ منورہ

ہی میں تیار کیا گیا ہے۔ مسجد کی دیواروں ' ستونوں' قبوں' بالائی کمانوں اور مسجد تک جانے والے تمام راستوں میں یہی اینٹیں استعمال کی گئی ہیں۔ مسجد کی دیرپائی اور رطوبت سے بچاؤ کے پیش نظر تہرا پلستر کیا گیا ہے' تاکہ مستقبل میں ہونے والی پیچیدگیوں کا ازالہ ممکن ہو سکے۔ پلستر کیے گئے حصے کا مجموعی رقبہ ۴ء۲ ہزار مربع میٹر ہے۔ پالش اور رنگ کاری کے لیے مسجد کے تین جانب سفید رنگ استعمال کیا گیا ہے اور اس مقصد کے لیے پوری دنیا میں تیار ہونے والی نفیس ترین پالش کا انتخاب کیا گیا ہے۔ چھت کا رنگ اینٹ ہی کی رنگت کا ہے جو ایک خاص تاثر دیتا ہے۔ پیتل کی بندشیں دور قدیم کے نقش و نگار کی تاریخی چھاپ لیے ہوئے ہیں' جس نے مسجد کو جدید اور قدیم کی رونق و شوکت عطا کر دی ہے"۔

نشان محراب قبلہ اوّل

ہم مسجد میں داخل ہونے لگے تو صاحبزادہ عابد حسن نے یہ کہہ کر ٹوکا: "ادب کے ساتھ داخل ہوں"۔ اور پھر خود ہی اس کی وضاحت کی: "اس مسجد قبلتین کی طرح اس شہر محبت ' مدینة الرسول ' میں' اور پورے حجاز مقدس میں کئی مقامات اور مساجد موجود ہیں' جو مساجد ہونے کی وجہ سے بنیادی طور پر بے شک اللہ کے گھر ہیں' تاہم یہ مقامات ' جادۂ حیات رسول ؐ کے سنگ ہائے میل بھی ہیں۔ یہ مقامات النبی ؐ' سیرت الرسول ؐ کے امین بھی ہیں۔ ان مقامات محمدی ؐ کی فضیلت' مسجد نبوی کی طرح دوہری ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ مسجد نبوی میں سورۂ الحجرات کی ' ادب نبی سکھانے والی' وہ آیہ مبارک مرقوم ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ نبی ؐ کے سامنے اپنی آوازوں کو پست رکھو۔ میرے خیال میں اہل ایمان کو یہاں بھی اس حکم کو اور احترام نبی کو ملحوظ رکھنا چاہیے"۔

ہم ان کے خیال سے اتفاق کرتے ہوئے ادب سے مسجد میں داخل ہوئے۔ یہاں اس وقت رنگ برنگی اور کثیر روشنیوں سے عجیب روح پرور سماں بنا ہوا تھا۔ مسجد میں چاروں جانب خوبصورت ڈیزائن والے دبیز اور شاندار قالین بچھے ہوئے تھے کہ پاؤں کے نیچے نرمی اور لطف ' حریر و پرنیاں کا احساس ہو رہا تھا۔ مسجد میں ستونوں پر بنی ہوئی محرابی کمانوں کا دلنواز سلسلہ قائم ہے۔ ان محرابوں کو بھی ایسے دلکش نقش و نگار سے آراستہ کیا گیا ہے جو دل موہ لیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ معجزۂ فن ' مراکش کے ماہر نقاشوں اور ہنرمندوں کی محنت کا ثمر ہے۔ مسجد کے تعمیری منصوبے اور اس کی تکمیل میں اسلامی فن تعمیر کی روح کو سمو دیا گیا ہے' جو زائرین اور ناظرین کے دلوں کو مسحور کر دیتی ہے۔ سنگ مرمر اور دوسرا قیمتی پتھر بکثرت استعمال ہوا ہے' جن کا رقبہ ۲ ہزار مربع میٹر ہے' جس کی ترتیب و تزئین نے مل کر اسلامی فن تعمیر کو اجاگر کیا ہے۔

ہم نے تحیة المسجد کے دو' دو نوافل ادا کیے' دعائیں مانگیں' پھر میاں ثناء اللہ ہمیں قبلہ کی مخالف

سمت یعنی شمال کی طرف لے چلے۔ سامنے کی کشادہ دیوار میں ایک جائے نماز کی صورت میں بنے ہوئے نشان کی طرف اشارہ کیا اور کہا "نشان محراب قبلہ اول، بیت المقدس"۔

میرے دل میں آئی کہ اس وقت ہم جس جگہ کھڑے ہیں، اسی جگہ ۵ رجب ۲ ھ کو حضور رسالتمآب ﷺ ظہر کی نماز کی امامت فرما رہے تھے کہ جبریل امین حکم الٰہی لے کر آئے، اور حضور ﷺ نے، اور ان کی اقتدا میں اہل ایمان نے، بیت المقدس کی بجائے اپنا رخ بیت اللہ شریف کی طرف کر لیا تھا۔

منہ طرف مسجد قبلتین کے

میاں ثناء اللہ صاحب نے کہا: "اتفاق دیکھیے کہ آج صبح سورۂ بقرہ کے رکوع ۱۶ کی تفہیم پڑھ رہا تھا۔ اس کے مضامین نے کشتی فکر رواں کر دی کہ یہ مسجد تو ارض مدینہ کا وہ خاص الخاص ٹکڑا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب مسلمان اپنا رخ بیت اللہ شریف کی طرف کر لیں۔ اس چھوٹے سے حکم نے مسلمانوں کے قبلے کی طرف سمت ہی نہیں، ان کا زاویۂ نگاہ بھی بالکل بدل کے رکھ دیا تھا۔ اس عظیم واقعے سے احکام الٰہی میں ایک انقلابی پیش رفت ہوئی تھی۔ کئی صدیوں سے امت بنی اسرائیل کے سر پر دستار فضیلت رکھی ہوئی تھی۔ اب اس کا زمانہ لد گیا تھا۔ اس لیے اس سے اب یہ فضیلت واپس لے لی گئی اور یہ دستار امت مسلمہ کے سر پر سجا دی گئی تھی۔ پھر نئے سرے سے امامت کو ابوالانبیا خلیل اللہ کے گھرانے میں دے دیا گیا تھا"۔

حافظ امیر علی صاحب نے کہا: "بنو اسرائیل کی امامت دنیا ختم کرنے اور ان کی بجائے مسلمانوں کو مقام فضیلت پر فائز کیے جانے کا واقعہ اتنا اہم تھا، اور باری تعالیٰ کی نگاہوں میں عالمی نقطہ انقلاب تھا، کہ دوسرے پارے [illegible] کا آغاز اسی واقعے کے ذکر سے ہوا ہے"۔

دو روز پہلے بھی ہم اس مقام محمدی ﷺ کو دیکھنے کے لیے آئے تھے۔ ٹیکسی والے نے ہمیں مدینہ منورہ کی ساری زیارات دو گھنٹے میں دکھا کر فارغ کر دیا تھا۔ ہم نے یہ مسجد قبلتین بھی پانچ منٹ میں دیکھ لی تھی، جو عہد رسالتمآب ﷺ میں قبیلہ بنو سلمہ کی مسجد تھی۔

جب میاں ثناء اللہ صاحب کو زیارات مدینہ کے ہمارے اس مختصر سفر کا علم ہوا تو انھوں نے جھٹ سوال کیا "کیا آپ نے مسجد قبلتین کی واقعی زیارت کی ہے؟" اثبات میں میرے جواب کو انھوں نے نظر انداز کر دیا، اور "تبسمے بر لب او رسید و ہیچ نگفت" کے مصداق نیم مسکراہٹ اور خاموشی سے رسید دی، اور کچھ نہ بولے۔ پھر ایک چھوٹے سے وقفے سے کہنے لگے: "آپ نے زیارت نہیں کی۔ مسجد قبلتین کو صرف ظاہر کی آنکھ سے دیکھا ہے۔ محض دیکھنا اور مشاہدہ کرنا ایک بات ہے۔ بنظر غائر دیکھنا، دل کی آنکھ سے دیکھنا اور دل میں بسا لینا قطعی دوسری بات ہے۔ پانچ منٹ میں اس مقام

رسالتمآب ؐ پر صرف اچٹتی نگاہ ڈالنا تو گویا پڑوسی بول کر حاضری لگوانا ہے۔ اس طرح درس مقام محمدیؐ اور سبق سیرت النبیؐ نہیں لیا جا سکتا ہے۔ بجیٔ مسجد قبلتین تو خاص الخاص مقام ہے جہاں امت مسلمہ کو باری تعالیٰ نے دونوں جہانوں پر فضیلت سے سرفراز کیا' اسے امت وسط قرار دیا اور اسے اقوام عالم میں صدر نشین بنایا۔ یہ بظاہر سادہ سا مقام دراصل امت مسلمہ کی سرفرازی کا پائندہ نشان ہے"۔

پروفیسر رفیق کلیم صاحب نے ان کی تائید کرتے ہوئے کہا "ہمیں مقامات النبیؐ پر عام زائر کی طرح بس نظرے خوش گذرے کے لیے نہیں جانا چاہیے۔ اس کی بجائے سیرت النبیؐ کے طالب علم بن کر جانا چاہیے۔ تلاش و تحقیق کرنے والے محقق کی طرح اور جستجو و آرزو کرنے والے طالب علم کی طرح مقامات الرسولؐ پر جانا چاہیے کہ علم و حکمت کشف اسرار است و بس حکمت بے جستجو خوار است و بس"۔

میاں ثناء اللہ صاحب نے کہا: "بلکہ اگر یہ بات فتوے کی زد میں نہ آئے تو میں کہوں گا کہ جس طرح ہم نماز کی نیت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ منہ طرف کعبہ شریف کے' واسطے اللہ تعالیٰ کے' ہمارا حال بھی قریباً ایسے ہی ہونا چاہیے کہ ہم گھروں سے گویا یہ نیت کر کے نکلیں' منہ طرف مسجد قبلتین کے' واسطے تذکرہ مقام رسالتمآبؐ کے' برائے اعادۂ سبق تحویل قبلہ اور بر مقام تحویل قبلہ' بنیاد گاہ امت مسلمہ"۔

بیت الحرام گویا حبل اللہ ہے

چنانچہ آج ہم اجمالی نظر ڈالنے کی بجائے اس مقام نبیؐ کو تحقیقی نظر سے دیکھنے اور بالاستیعاب پڑھنے کے لیے نکلے' تو بھی طالب علم بن کر چلے۔ ہم نے زبان سے یہ فقرہ بے شک ادا نہیں کیا تھا کہ' منہ طرف مسجد قبلتین کے' تاہم علم و آگہی کے ہتھیاروں سے ہم پوری طرح مسلح تھے۔ یعنی ہمارے پاس اپنے موضوع سے متعلق نوٹس اور کتب تھیں۔ صاحبزادہ عابد حسن کے پاس صلاح محمد کریمۃ کی دلیل الزائر اور محمد عالی محمد الامین الشنقیطی کی کتاب دار النعمین تھیں۔ میاں ثناء اللہ کے پاس محمد معراج الاسلام کی کتاب مسجد نبوی: تاریخ' اور قاضی سلیمان منصور پوری کی تاریخ حرمین تھیں۔ میرے پاس ڈاکٹر خالد عباس الاسدی کی خوبصورت' معلوماتی اور جدید کتاب مدینۃ النبی' کل اور آج تھی۔ یہ کتاب مجھے نوجوان زاہد سرور قادری نے اسلام آباد سے دی تھی' جنھیں مدینہ منورہ کے بارے میں کتابیں جمع کرنے کا قابل رشک شوق ہے۔

پروفیسر رفیق کلیم صاحب کی گفتگو حسب معمول بہامبر امید' علامہ اقبال کے افکار عالی کے حکیمانہ حوالوں کے ساتھ تھی:

"مسجد قبلتین ملت اسلامیہ کے لیے بمنزلہ سنگ بنیاد ہے کہ یہاں بیت اللہ شریف کو اس امت کے لیے ابدی حرم قرار دیا گیا تھا۔ حرم تو گویا حبل اللہ ہے۔ اللہ کی اس رسی کو مضبوطی سے تھامے رہنے سے امت مسلمہ میں "نہ تورانی رہے باقی نہ افغانی نہ ایرانی" والی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ قبیلے قومیں ' ذات برادریاں اور اونچ نیچ ختم ہو جاتی ہے۔ پوری ملت 'جسد واحد 'مضبوط و استوار اور توانا و پایدار ہو جاتی ہے۔

"حرم کا راز توحید امم ہے۔ قدسی مقال علامہ اقبال نے رموز بے خودی میں 'بیت الحرام' کے عنوان سے بتایا ہے کہ اجتماعی حیات ایک مرکز محسوس کی متقاضی ہے۔ وہ اسی مرکز پر مرتکز ہوتی ہے تو قوم وجود میں آ جاتی ہے۔ افراد قوم کے درمیان مرکز کی وجہ سے ہی ضبط و نظم پیدا ہوتا ہے۔ "قوم را ربط و نظام از مرکزے ' روزگارش را دوام از مرکزے" اور ہماری ملت اسلامیہ کے لیے یہ مرکز محسوس 'بیت الحرام ہے جسے اس مسجد قبلتین میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے متعین اور مقرر کر دیا گیا ہے"۔

پھر انھوں نے کہا: "ہمارا مرکز و محور بیت الحرام ہے ' اسی کی بدولت ہم پوری دنیا میں سو کروڑ یعنی ایک بلین ہونے کے باوجود یک جان 'یکسو اور یک زبان ہیں 'سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس حرم و مرکز سے وابستگی پیدا کریں۔ خدا کے سچے بندے بنیں۔ اسی حرم (بیت اللہ) کے طواف سے ہم قائم و دائم ہیں۔ تو ز پیوند حریمے زندہ 'تا طواف او کنی پائندہ۔ دائرے کے لیے مرکز کی حیثیت وہی ہے جو جسم کے لیے جان کی ہے۔ دائرے کا پورا خط اس کے درمیانی نقطے یعنی مرکز میں سمٹا ہوا ہوتا ہے۔ ہم نے جسے کو اس طرح اپنے درمیان تھامے ہوئے ہیں جس طرح سینے نے سانس کو اپنے اندر سمویا ہوا ہوتا ہے۔ حرم کعبہ ہماری جان شیریں ہے اور ہم اس کا جسم ہیں۔ اس دنیا میں جمعیت کو قوموں کی جان سمجھا جاتا ہے۔ جب تک جمعیت نہ ہو قومیں وجود میں نہیں آ سکتی ہیں۔ اے مسلمان ' آنکھیں کھول کر دیکھ۔ حرم کعبہ تیری جمعیت کا راز ہے 'یعنی اس پر تیری جمعیت موقوف ہے"۔

ان افکار عالیہ اور اشعار کے مطالب سے آگاہ کرنے کے بعد کلیم صاحب نے شاعر شیریں زبان ' رنگیں بیاں کے اصل اشعار سنائے تو یوں لگا جیسے آنکھوں کے سامنے سے کئی پردے ہٹ گئے ہیں ' واقعی علامہ اقبال 'نغمہ ہائش از ضمیر کن فکاں ہیں ' وہ فرماتے ہیں؎

حلقہ را مرکز چو جاں در پیکر است خط او در نقطہ او مضمر است
چوں نفس در سینہ او پروریم جان شیریں است او ما پیکریم
در جہاں جان امم جمعیت است در نگر سر حرم جمعیت است

**تحویل قبلہ**

ہم سب دوست ' نشان قبلہ اول سے ہٹ کر ' محراب مسجد کے قریب آکر ' قالین پر بیٹھ گئے۔ صاحبزادہ عابد حسن نے کہا: "تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو چند کج فہم لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔ ان کے دماغ تنگ اور نظر محدود تھی۔ خدائے لامکاں کے بارے میں ان کا گمان یہ تھا کہ وہ بھی شاید کسی خاص سمت میں موجود و مقید ہے۔ اس لیے سب سے پہلے انھیں حقیقت کائنات سے آگاہ کیا گیا' ان کے اعتراض کو ختم کیا گیا' اور بتایا گیا کہ مشرق اور مغرب سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ کسی سمت کو قبلہ بنانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ بس اسی ایک طرف ہے۔ جن لوگوں کو اللہ نے ایمان کی دولت ودیعت کی ہے' وہ اس قسم کی تنگ نظری اور کج فہمی سے دور ہوتے ہیں۔ اللہ ہر جگہ' ہر سمت اور ہر ذرے میں موجود اور جلوہ افروز ہے"۔

جمیل انجم صاحب نے کہا: "حکیم الامت نے بندۂ رحمان کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ ایک حد تک اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی کہا جا سکتا ہے کیونکہ مرد مومن بھی گویا صفات الٰہی کی ارضی تجسیم ہے۔ جس طرح مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے اور مومن کا مقام ہر کہیں ہے ہمسایہ جبریل امیں بندۂ خاکی ہے' اس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں۔ اسی طرح اللہ بھی کسی خاص مقام اور سمت میں متعین و مقید نہیں ہے۔ سب مقام اور سب سمتیں اسی کی ہیں۔ شش جہات اللہ کی ہیں۔ وہ رب المشرقین و رب المغربین ہے۔ فبای الآء ربکما تکذبن"۔

حافظ امیر علی نے کہا: "حکم تحویل قبلہ والی آیت [البقرہ- ۱۱۵] میں یہی فرمایا گیا ہے کہ تم جدھر کو بھی رخ کرو' اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے' وہ واسع اور علیم ہے۔ سید مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں اس آیت کی وضاحت میں لکھا ہے: "مشرق و مغرب سب اللہ کے ہیں۔ وہ تمام سمتوں اور مقاموں کا مالک ہے مگر خود کسی سمت یا مقام میں مقید نہیں ہے۔ لہٰذا اس کی عبادت کے لیے کسی سمت یا مقام کو مقرر کرنے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اللہ وہاں یا اس طرف رہتا ہے' اور نہ یہ کوئی جھگڑے اور بحث کرنے کے قابل بات ہے کہ پہلے تم وہاں یا اس طرف عبادت کرتے تھے' اب تم نے اس جگہ یا سمت کو کیوں بدل دیا"۔

حافظ امیر علی صاحب نے چند آیات لحن کے ساتھ پڑھیں اور پھر گویا ہوئے: "یہ سورۂ البقرہ کی آیات ۱۴۲ تا ۱۵۲ ہیں جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں۔ ان کی خاص بات یہ ہے کہ یہ آیات مبارکہ 'حضور رسالتمآب ؐ پر عین اسی مقام پر نازل ہوئی تھیں۔ جہاں اس وقت بیٹھنے کی سعادت ہمیں حاصل ہو رہی ہے۔ یہ غزوۂ بدر سے صرف ڈیڑھ دو ماہ پہلے کا واقعہ ہے۔ ابن سعد نے روایت کیا ہے

کہ تحویل کعبہ کا حکم رجب یا شعبان ۲ھ میں نازل ہوا تھا۔ عہد رسالت میں یہاں قبیلہ بنو سلمہ کے لوگ آباد تھے۔ اس قبیلہ کی ایک مسلمان خاتون [دوسری روایت میں بشر بن براء بن معرور] ام بشر بیمار تھیں۔ حضورؐ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپؐ کے لیے کھانے کا انتظام کیا گیا۔ ام بشر پوچھنے لگیں کہ مومنوں اور کافروں کی روحوں کا کیا انجام ہوگا۔ اس اثنا میں نماز ظہر کا وقت ہوا تو آپؐ صحابہ کرامؓ کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ پوری جماعت کا رخ مدینہ منورہ سے شمال کی جانب بیت المقدس کی طرف تھا۔ دو رکعتیں ختم ہوئیں تو آپؐ تیسری رکعت پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے کہ جبریل امین تشریف لے آئے اور انھوں نے حضورؐ پر وحی کے ذریعے یہ آیات نازل کیں جو میں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھی ہیں"۔

پھر انھوں نے کہا: "اسی آن حضورؐ اور ان کی اقتدا میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے والے صحابہ کرامؓ نے رخ پھیرا، اور شمال میں بیت المقدس کی بجائے قریباً جنوب میں مکہ معظمہ کی طرف رخ کر لیا اور باقی نماز مکمل کی۔ اس کے فوراً بعد حضورؐ نے کچھ صحابہ کرامؓ کو مامور کیا۔ انھوں نے پورے مدینہ شہر اور اس کے گرد و نواح میں عام منادی کرا دی کہ اے اہل ایمان، حکم الٰہی آگیا ہے، اس کی رو سے اب ہمارا قبلہ و کعبہ 'بیت اللہ شریف' کو مقرر کیا گیا ہے، آیندہ سے نماز کے لیے اسی کی طرف رخ کیا جائے۔ فول وجهک شطر المسجد الحرام۔ حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ بنی سلمہ میں یہ اطلاع دوسرے روز صبح کی نماز کے وقت پہنچی۔ لوگ ایک رکعت پڑھ چکے تھے کہ ان کے کانوں میں آواز پڑی 'خبردار رہو قبلہ بدل کر کعبے کی طرف کر دیا گیا ہے' یہ سنتے ہی پوری جماعت نے اپنا رخ بدل لیا۔ براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ ایک جگہ منادی کی آواز اس حالت میں پہنچی کہ لوگ رکوع میں تھے۔ حکم سنتے ہی سب نے اسی حالت میں کعبے کی طرف منہ پھیر لیا"۔

میں حسب معمول طالب علم تھا، پوچھا: "عہد رسالت مابؐ میں یہ مسجد بنو سلمہ کے قبیلے کی تھی جس میں سب سے پہلے قبلہ تبدیل کیا گیا، پھر آپ اس سے متضاد روایت بیان فرما رہے ہیں کہ اسی بنو سلمہ میں یہ اطلاع دوسرے روز صبح کی نماز کے وقت پہنچی۔ پھر یہ ظہر کی نماز تھی جس میں امام بلند آواز سے قرات نہیں کرتا ہے۔ آپ بتا رہے ہیں کہ حضورؐ پر نماز کے دوران وحی نازل ہوئی جسے آپؐ نے پڑھا تو اس حکم الٰہی کے مطابق تیسری رکعت میں ہی پوری جماعت نے اپنا رخ بدل لیا، تو کیا حضورؐ نے اس وحی کو اپنے مقتدیوں کی سماعت کے لیے اونچی آواز میں پڑھا؟ اور جب حضورؐ پر یہ وحی نازل ہو رہی تھی، کیا صحابہ کرامؓ نے محسوس کیا کہ رکعت معمول سے طویل تر ہو گئی ہے؟ حضورؐ نے اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے شمال سے جنوب کی طرف رخ پھیرا اور مقتدی صحابہ کرامؓ نے ہاتھ

باندھے باندھے اپنی قطار ان کے پیچھے استوار کر لی ہوگی؟ یا اس کے برعکس حضور ؐ بھی نماز کی حالت میں چند قدم چل کر جنوب کی طرف آئے ہوں گے؟ اور تحویل قبلہ والا یہ خطبہ وحی جو اس وقت یہاں نازل ہوا' کتنے رکوعوں پر مشتمل تھا' یعنی کتنا طویل تھا؟''

خدا بندے سے خود پوچھے

میرا خیال تھا کوئی صاحب میرے اٹھائے ہوئے سوالوں کا جواب دیں گے' لیکن حافظ امیر علی صاحب نے کہا کہ وہ ہمیں دوسرے سیپارے کی دوسری آیت سناتے ہیں۔ انھوں نے اس آیت کی تحت اللفظ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کی اور کہا: ''اس کا مطلب ہے کہ بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ کو قبلہ بنانے سے ترجیحات ایزدی میں تبدیلی آئی ہے۔ اب مکہ معظمہ کی عظمت پھر سے بحال کر دی گئی ہے۔ بنو اسرائیل کو شہادت حق کی عظیم ذمہ داری سونپی گئی تھی' اب یہ منصب اور فضیلت امت مسلمہ کو سونپی جارہی ہے تاکہ اے مسلمانو' تم پوری دنیا کے انسانوں کو ہدایت الٰہی پہنچا کر اس امر کے گواہ بنو اور یہ رسول' یعنی محمد مصطفیٰ ؐ تمھیں احکامات ایزدی پہنچا کر شہادت حق کا فریضہ انجام دیں''۔

صاحبزادہ عابد حسن نے کہا: ''مدینہ منورہ میں حضور ؐ پر مکہ کی نسبت' طویل خطبے اور طویل سورتیں نازل ہوتی تھیں۔ آپ ان مدنی آیات کے ان حصوں پر غور فرمائیں جن میں کہا گیا ہے کہ اے محمد ؐ' ہم تمھارے منہ کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ رہے ہیں' اور یہ کہ اے میرے رسول' لو ہم تمھیں اسی قبلہ کی طرف پھیرے دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو۔ حکم خداوندی کے ان الفاظ سے مترشح ہوتا ہے کہ قبلہ کی اس تبدیلی سے پہلے آپ ؐ کے دل میں یہ خواہش کروٹیں لیتی رہتی تھی۔ آپ ؐ بھی یہ محسوس فرما رہے تھے کہ بنی اسرائیل کی امامت کا زمانہ گزر گیا ہے' اور اس کے ساتھ بیت المقدس کی مرکزیت کا عہد بھی اختتام کو پہنچا۔ اب پھر وقت آگیا ہے کہ خدا کے بندے' عبادت کے وقت' مرکز ابراہیمی کی طرف رخ کریں۔ یہ مسجد قبلتین گویا آرزوئے رسول ؐ کی تکمیل کا نشان ہے''۔

رفیق کلیم صاحب کو حکیم الامت کا حوالہ دینے کا پھر موقع مل گیا۔ ''قدسی مثال کا ایک شعر اپنی ندرت خیال کی بنا پر مقبول خاص و عام ہے' اس لیے کہ اس میں ایک ناممکن بات کو دل نشیں انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ عام لوگوں کے لیے یہ محض شاعرانہ تعلّی ہے' لیکن غور کریں تو دنیا میں ایک نادر الوجود مقام ایسا بھی ہے جہاں ایک ناممکن بات ممکن ہو گئی ہے۔ جانتے ہیں' وہ جگہ کہاں ہے؟ جناب عالی' وہ مقام ہے مسجد قبلتین ہے''۔

پھر انھوں نے اپنے دعوے کی دلیل دی اور کہا: ''حضور رسالتماب ؐ نے چاہا کہ مسلمانوں کے لیے بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ شریف' قبلہ و کعبہ بن جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس مقام عالی مقام پر